کچھ اس شمارے کے بارے میں

مدیر کے قلم سے

۱۰ جولائی ۲۰۰۷ء کو لال مسجد کا سانحہ پیش آیا پاکستان کی تاریخ کا المناک واقعہ...... دین دار مسلمانوں پر اس کا جو اثر ہے، وہ ان میں رہنے اور ملنے سے پتہ چلتا ہے...... مسجدوں میں لوگ دہاڑے مار مار کر روتے رہے، مدارس کے طلبہ اور اساتذہ بے چینی اور اضطراب کے عذاب سے گزرتے رہے اور آج تک گزر رہے ہیں۔

ایک عام مسلمان کی زبان پر پہلا اور آخری سوال یہ ہے کہ علماء کیا کر رہے ہیں؟ علماء خاموش کیوں ہیں؟ وہ کہتے ہیں کیا اس سے بڑھ کر بھی ظلم ہو سکتا ہے؟...... لال مسجد انتظامیہ کے طریق کار سے سب کو اختلاف تھا، لیکن وہ تو انہوں نے چھوڑ دیا تھا، غازی شہید تو صرف اپنے لیے محفوظ راستہ مانگ رہے تھے، پھر معصوم طالبات کو کیوں شہید کیا گیا؟ لاشوں کو کیوں جلایا گیا؟ کیا ان کا جرم، اس قدر بڑا تھا کہ ان پر پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا ظلم روا رکھا جاتا؟...... لوگ پوچھتے ہیں، کراچی سے لے کر گلگت تک کوئی مؤثر احتجاج نہیں ہوا؟ چند کونشنز ہوئے، لیکن وہ بھی بے روح اور بے جان!! لہجوں میں جرأت اور تقریروں میں علمائے حق کی تاریخی للکار آج اس تاریخ ساز موڑ پر سنائی نہیں دے رہی ہے، یہ خاموشی کیوں ہے؟ مجھ سے خود یہ سوال کئی لوگوں نے کیا اور پوچھتے پوچھتے رو پڑے!

ہمارے خیال میں یہ وہ خاموشی ہے جو کسی بڑے حادثے کا شکار ہونے کے بعد انسان پر چھا جاتی ہے اور اسے کچھ سجھائی نہیں دیتا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ علماء بے حس ہیں اور اس واقعے کا ان پر اثر نہیں، ان کا زخم، دوسرے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ گہرا ہے، وہ زیادہ گھائل ہیں، یہ ایسا حادثہ نہیں، جس پر مستقل خاموشی رہے گی، اس سے آوازیں بلند ہونا شروع ہوں گی بلکہ شروع ہونے لگی ہیں......

زیر نظر شمارے میں وفاق المدارس کا موقف اور عام کالم نگاروں کے وہ مضامین جمع کیے گئے ہیں، جو انہوں نے اس حوالے سے لکھے ہیں اور اس لیے اس شمارے میں بعض مستقل سلسلے شامل نہیں، دل ہم سب کے زخمی اور ٹوٹے ہوئے ہیں اور اللہ کی مدد شکستہ دلوں کو حاصل رہتی ہے!